وفات:

۲ ذی قعدہ ۳۱۱ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

تصنیفات:

امام ابن خزیمہ مصنف بھی تھے۔ امام حاکم نے ان کی تصنیفات کی تعداد ۱۴۰ بتائی ہے مگر یہاں آپ کی صرف ایک کتاب صحیح ابن خزیمہ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

صحیح ابن خزیمہ ان کی اہم کتاب ہے، اس کا شمار حدیث کی اہم اور معتبر کتابوں میں ہوتا ہے مستند مصنفین اور ثقہ علماء اس کی حدیثوں سے اخذ و استناد کرتے ہیں۔ کتب صحاح کے علاوہ جن مصنفین نے اپنی کتابوں میں صحت کا زیادہ التزام کیا ہے ان کے مجموعے صحیح کہلاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"جن دیگر علماء نے صحاح کے مجموعے لکھے ان میں ابن خزیمہ کی صحیح بعض حیثیتوں سے زیادہ مشہور رہی ہے"

اس کی اہمیت کا اندازہ حافظ ابن کثیر کے اس بیان سے ہوتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

" ان انفع الکتب واجلہا (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۴۹)

یعنی " ابن خزیمہ نہایت مفید اور اہم کتابوں میں ہے"

حافظ ابن حجر عسقلانی صحیح ابن خزیمہ پر مفید حواشی لکھے تھے۔ (مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۶۳)

امام ابن حبان

ولادت ۲۷۵ھ وفات ۳۵۴ھ

نام محمد بن حبان، کنیت ابو حاتم اور ابن حبان کے نام سے مشہور ہوئے۔ نسبی تعلق قبیلہ تمیم کی شاخ دارم سے تھا اس لیے دارمی اور تمیمی کہلاتے ہیں۔

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ آپ ۲۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ و شیوخ:

امام ابن حبان کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

امام ذہبی اور علامہ سبکی فرماتے ہیں:

" وما لا یحصون من مصر الیٰ خراسان "
"مصر سے خراسان تک کے بیشمار اساتذہ سے ابن حبان نے کسبِ فیض کیا"
(تذکرۃ الحفاظ، طبقات الشافعیہ)

بعض مشہور اساتذہ یہ ہیں:
امام ابوبکر بن خزیمہ، امام عبدالرحمٰن نسائی، امام ابویعلیٰ موصلی اور ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ امام ابوبکر ابن خزیمہ کی صحبت میں گزارا۔ فقہ، حدیث، اصول اور نحو وغیرہ کی تعلیم ان ہی سے حاصل کی۔ (تذکرہ الحفاظ ج ۳ ص ۱۲۴، طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۴۱)

تلامذہ:
ان کے تلامذہ اور مستفیدین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ مشہور محدّث امام ابوعبداللہ حاکم اور منصور بن خالد ذہلی ان کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں۔

طلبِ حدیث کے لیے سفر:
تحصیلِ حدیث کے سلسلہ میں آپ نے متعدد ملکوں کا سفر کیا۔
مورخین کا بیان ہے کہ آپ نے اسکندریہ (مصر) خراسان، مرو، نیشاپور، اہواز، ابلہ، بصرہ، واسط، بغداد، کوفہ، مکہ، موصل، حلب، انطاکیہ، حمص، بخارا، ماوراء النہر، جرجان، عراق، حجاز، شام، مصر اور جزیرہ کا سفر کیا۔ (طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۴۱، لسان المیزان ج ۵ ص ۱۱۵، بستان المحدثین ص ۴۰)

حفظ و ثقاہت:
ان کے حفظ و ثقاہت، عدالت و فطانت پر ائمہ فن کا اتفاق ہے۔ امام خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ تمام مؤرخین نے ان کو ثقہ لکھا ہے۔ اور ان کو امام حجت مانا ہے (البدایہ والنہایہ، تاریخ بغداد)

حدیث میں علمی مرتبہ:
حدیث میں ان کو زیادہ امتیاز اور برتری حاصل تھی اور وہ اس فن کے باکمال ائمہ میں شمار کیے جاتے تھے۔ مورخین نے ان کو حدیث میں امام قرار دیا ہے۔
دیگر علوم: حدیث کے علاوہ دوسرے اسلامی علوم میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

تفسیر، تاریخ، فقہ، اصول فقہ، لغت، عربیت، صرف، نحو، فلسفہ وکلام، طب اور جغرافیہ میں دستگاہ رکھتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں:

"سوائے علم حدیث علوم دیگر ہم داشت فقہ، لغت، طب، فلک و ہندسہ را نیک میدانست" (بستان المحدثین ص ۴۰)

وہ علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم میں بھی درک رکھتے تھے۔ فقہ ولغت، طب، فلکیات اور ہندسہ سے خوب واقف تھے۔

جامعیت:

ان گوناگوں علوم سے واقفیت ومعرفت ابن حبان کی جامعیت کا ثبوت ہے۔ اور تذکرہ نویسوں نے ان کی جامعیت کا اعتراف کیا ہے۔ اور ان کو امام عصر، فاضل متقن العالم البحر اور العلامۃ المتبحر کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ص ۱۳۴، لسان المیزان ج ۵ ص ۱۱۴)۔

وفات:

۲۴ شوال ۳۵۴ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔

تصنیفات،

امام ابن حبان صاحب تصانیف کثیرہ تھے تذکرہ نویسوں نے ان کی ۵۸ تصنیفات کا ذکر کیا ہے مگر یہاں آپ کی مشہور کتاب صحیح ابن حبان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

صحیح ابن حبان: اس کتاب کا نام التقاسیم والانواع بھی ہے اور ۵ جلدوں میں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے اس کو حدیث کی تیسرے طبقہ کی کتابوں میں شمار کیا ہے۔" (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱)

اس کی سب سے اہم خصوصیت اس کی صحت ہے اور ابن خزیمہ کے بعد اسی کا درجہ ہے۔ اس کو نہایت دلچسپ انداز پر مرتب کیا گیا ہے یعنی فقہی ابواب اور مسانید پر احادیث مرتب کرنے کے مشہور اور مروج طریقوں کے بجائے اس کو اقسام والنواع پر مرتب کیا گیا ہے اور اس کے عنوانات سے ابن حبان کی فقہی بصیرت، عالمانہ ژرف نگاہی اور سنت واثر سے مکمل واقفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (شذرات الذہب ج ۳ ص ۱۱۶)